بچے کی تعلیم وتربیت میں کردارِولی کے عصری تقاضے (تعلیماتِ اسلام اور موجودہ قوانین کا تقابلی مطالعہ)

Role of Guardians in child education and Characters building

* ڈاکٹر نسیم محمود

**ڈاکٹر محمد ارشد

ABSTRACT:

This article is about the role and duties of guardian to manage the education of the children and to build up their behavior. So that they may lead the educated, civilized and well managed life and play their role in the development of an Islamic society. The duty of the guardians regarding the education of the child has been divided into four categories, which are education of aticates, religion, reading and writing and general and technical education. The guardians are bound to manage the commercial, industrial and technical education for their male wards and to educate their female wards cooking, tailoring and knitting. Scholastic views of different schools of thought along with their arguments have been discussed in this article.

Keywords: guardian, children, behavior, education, Islamic thoughts.

اسلام ولی کی زیر نگرانی افراد کی پرورش کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت کے بھی اصول وضوابط وضع کرتا ہے جن کے تحت نہ صرف بچوں کی پرورش بلکہ ان کے اخلاق وعادات کو بھی اعلی اوصاف سے مزین کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ان اعلی اوصاف میں ان کی تعلیم وتربیت حضانت کے بنیادی مقاصد میں سے ایک اہم مقصد قرار دیا گیا ہے لہذا ذیل میں تفصیل کے ساتھ زیر حضانت افراد کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے ولی(Guardian) کے کردار کا ذکر کیا جاتا ہے۔

زیر حضانت افراد کی تعلیم وتربیت کے حوالے سے درج ذیل اعتبارات سے بطور خاص بحث کی جاسکتی ہے:

1۔ آداب کی تعلیم

2۔ مذہبی تعلیمات پر عمل کی ترغیب

3۔ لکھائی پڑھائی کی تربیت

4۔ عمومی اور فنی تعلیم کا انتظام

---

*Assistant Professor, Department of Arabic and Islamic Studies, GCWU, Sialkot.
Email: drnasimskt@gmail.com

**Associate Professor, Department of Arabic and Islamic Studies, GCWU, Sialkot.

والدین میں سے ایک کے پاس حضانت ہو تو پھر دوسرے کو اس بچے سے ملاقات وزیارت کی اجازت اور سہولت دی جاتی ہے تاکہ والدین مل کر ان کی تربیت کر سکیں۔ والدین کی براہ راست نگرانی متوازی اور بھرپور پرورش کیلئے ضروری ہے۔ یہ صورت مطلقہ خواتین کی اولاد کی ہے جبکہ یتیم بچوں کی حضانت میں ولی اس خلاء کو پُر کرنے کا فرئضہ سرانجام دیتاہے۔ سو زیر حضانت بچوں کی تعلیم و تربیت چونکہ ولایت کے بنیادی فرائض میں سے ہے لہذا اس حوالے سے کتاب وسنت اور فقہی مذاہب کی روشنی میں بحث کی جائے گی۔

کتاب وسنت:

کتاب وسنت میں زیر حضانت بچوں کی تعلیم وتربیت کے باب میں اہم ضوابط کا ذکر حسب ذیل ہے:

1۔ قرآن حکیم میں اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچانے کا حکم یوں دیا گیا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا[1]

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ۔

امام جصاص اور امام ابن العربی کے نزدیک اس سے مراد اہل وعیال کی تعلیم وتربیت کرنا ہے تاکہ وہ جہنم کی آگ سے محفوظ رہ سکیں[2]۔ امام جصاص کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

هذا يدل على أن علينا تعليم أولادنا وأهيلنا الدين والخير و ما لا يستغنى عنه من الادب[3]

ترجمہ: یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہمارے اوپر اپنی اولاد اور گھر والوں کی تعلیم، دین، بھلائی اور ضروری آداب سکھانا لازم ہے۔

2۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی حدیث کے مطابق مرد وعورت اپنی اولاد کے نگران ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے الفاظ ہیں:

والرجل راعٍ على اهل بيته وهو مسؤل عنهم والمراة راعية على بيت بعلها وولده وهى مسؤلة عنهم[4]

ترجمہ: اور مرد اپنے گھر والوں پر نگران ہے اور وہ اپنی رعایا کے بارے میں جواب دہ ہے اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اسکی اولاد پر نگران ہے اور وہ ان کے بارے میں جواب دہ ہے۔

سو جس طرح مرد وعورت اپنی رعایا کی بہت سے امور میں نگرانی کرتے ہیں اسی طرح ان کی تعلیم وتربیت بھی ان کے ذمے ہے۔ امام جصاص اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

فكذلك عليه تأديبه و تعليمه[5]

ترجمہ: سو اسی طرح اس پر اس کی تعلیم وتربیت لازم ہے۔

3۔ رسول اللہ ﷺ نے سات سال کی عمر میں بچے کو نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ امام ابوداؤد کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

مرواالصبی بالصلوۃ إذا بلغ سبع سنین وإذا بلغ عشر سنین فاضربوہ علیھا[6]

ترجمہ: بچے کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو اور جب وہ دس سال کا ہو تو نماز کی ادائیگی کیلئے اسے مارو۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں:

وفرقوا بینھم فی المضاجع[7]

ترجمہ: اور (دس سال کی عمر میں) ان کو بستروں سے جدا کردو۔

یہ حکم بھی ان کو آداب سکھانے کیلئے دیا گیا ہے۔ امام جصاص بچے کو نماز کے حکم پر مشتمل حدیث کی وجہ یوں بیان کرتے ہیں:

فمن کان سنہ' سبعاً فھو مأمور بالصلاۃ علی وجہ التعلیم والتأدیب[8]

ترجمہ: سو جس کی عمر سات سال ہو اس کو تعلیم وتادیب کے طور پر نماز پڑھانے کا حکم دیا گیا ہے۔

4۔ حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لأن یؤدب الرجل ولدہ خیر من یتصدق بصاع[9]

ترجمہ: یہ کہ باپ کا اپنے بیٹے کو ادب سکھانا ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

اس راویت کے مطابق اپنی اولاد کی اچھی تعلیم وتربیت صدقہ وخیرات سے بہتر قرار دی گئی ہے۔

5۔ امام ترمذی ایک اور حدیث بیان کرتے ہیں جس میں والد کی طرف سے اولاد کیلئے بہترین تحفہ حسن ادب قرار دیا گیا ہے۔

مانحل والد ولدًا من نحل افضل من ادب حسن[10]

ترجمہ: کوئی والد اپنی اولاد کو اچھے ادب سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں دے سکتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ کتاب وسنت کے مطابق اپنی اولاد کو تعلیم دلوانا، دین سکھانا، بھلائی کی باتیں اور ضروری آداب سکھانا والدین کی ذمہ داری ہے۔ اس تعلیم وتربیت کو والدین کی طرف سے اولاد کے حق میں بہترین تحفہ اور صدقہ وخیرات سے بہتر عمل قرار دیا گیا ہے۔

فقہی مذاہب:

آئندہ صفحات میں زیر حضانت افراد کی تعلیم وتربیت کو فقہی مذاہب کی روشنی میں بیان کیا جائے گا:

احناف:

احناف کے نزدیک زیر حضانت افراد کی تعلیم وتربیت کے باب میں ولی کے کردار کے ضوابط حسب ذیل ہیں:

1۔ خواتین ابتدائی عمر میں بچوں کی تربیت کیلئے زیادہ موزوں اور مناسب ہیں۔ امام کاسانی کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

والأصل فيها النساء لأنهن اشفق وارفق واهدى إلى تربية الصغار [11]

ترجمہ: اور حضانت میں اصل حق خواتین کا ہے کیونکہ وہ زیادہ شفیق، رحم دل اور بچوں کی تربیت کیلئے ہدایت یافتہ ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بچوں کو ابتدائی عمر میں خواتین کی تربیت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔اس لیے ان کو حضانت کا زیادہ حقدار قرار دیا گیا ہے۔

2۔ بچی بلوغت تک ماں کی حضانت میں رہے گی تاکہ خواتین کے آداب واخلاق اور گھر کی خدمت کی تعلیم دی جاسکے۔امام کاسانی کے الفاظ یہ ہیں:

وهذا المعنىٰ لا يوجد في الجارية تترك في يد الام بل تمس الحاجة الى الترك في يدها إلى وقت البلوغ لحاجتها إلى تعليم آداب النساء والتخلق بأخلاقهن وخدمة البيت [12]

ترجمہ: اور یہ معنی بچی میں نہیں پایا جاتا سو اس کو ماں کے ہاتھ میں دے دیا جائے گا بلکہ اسے خواتین کے آداب، ان کے اخلاق اپنانے اور گھر کی خدمت کی تعلیم کی حاجت کے سبب بلوغت تک ماں کے پاس چھوڑنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

سو بچیوں کو خواتین کے آداب واخلاق اور گھر کی خدمت سکھانا ان کی تربیت کا لازمی حصہ ہے اور یہ تربیت خواتین ہی بہتر انجام دے سکتی ہیں۔

3۔ جب بچہ خود کھانے پینے کی عمر (سات سال) کو پہنچ جائے تو اسے آدمیوں کے اخلاق وآداب سیکھنے اور علم حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔امام مرغینانی اور امام کاسانی نے اس کو بیان کیا ہے [13]۔امام کاسانی کے الفاظ یہ ہیں:

لأن الغلام إذا إستغنى يحتاج إلى التاديب والتخلق بأخلاق الرجال وتحصيل أنواع الفضائل وإكتساب أسباب العلوم والأب على ذلك أقوم وأقدر [14]

ترجمہ: کیونکہ بچہ جب (کھانے، پینے اور پہننے سے) مستغنی ہو جائے تو وہ ادب سکھانے، آدمیوں کے اخلاق، مختلف اقسام کے فضائل اخلاق کے حاصل کرنے اور علوم کے اسباب کے حصول کی محتاجی ہوتی ہے اور باپ اس پر زیادہ قادر ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ سات سال کے بعد بچے کو آدمیوں کے اخلاق اور علوم کے اسباب (تعلیم کے بنیادی امور) سکھانا باپ کی ذمہ داری ہے۔

4۔ باپ زیر حضانت بچوں کو تجارتی، صنعتی اور فنی علوم سکھانے کیلئے ان سے اجارہ کرواسکتے ہیں۔امام جصاص فرماتے ہیں کہ:

وأن يواجره ممن يعلمه الصناعات والتجارات ونحوها لأن جميع ذلك قديقع على وجه الاصلاح [15]

ترجمہ: اور یہ کہ وہ اس (زیر حضانت بچے) سے ایسا اجارہ کروائے جس سے وہ صنعت اور تجارت وغیرہ کو جان سکے کیونکہ یہ تمام امور اصلاح کیلئے ہوتے ہیں۔

امام کاسانی بچے کو ہنر سکھانے کے حوالے سے فرماتے ہیں:

إن في إيجاره في الصنائع من باب التهذيب والتاديب والرياضة[16]

ترجمہ: بلاشبہ فن اور کاریگری کے کام میں بچے کو اجارہ کروانا اسے مہذب بنانے، اس کی تربیت کرنے اور جسمانی ورزش کے باب میں سے ہے۔

لہذا عصری تقاضوں کے مطابق بچے کی ذات کا اجارہ مختلف انواع کی ٹیکنکل اور فنی مہارت کے حصول کیلئے ضروری ہے۔

شوافع:

شوافع کے نزدیک زیرحضانت افراد کی تعلیم وتربیت کے باب میں ولی کے کردار کے ضابطے حسب ذیل ہیں:

1۔ بچہ ماں کو اختیار کرے تو ماں، باپ کو اس کی تادیب سے نہیں روک سکتی۔امام شافعی کے الفاظ یہ ہیں:

فإن إختار أمه فعلى أبيه نفقته ولا تمنع من تاديبه[17]

ترجمہ: سو اگر وہ اپنی ماں کو اختیار کرے تو اس کے باپ پر نفقہ لازم ہے اور وہ اس کے باپ کو اس کی تادیب سے منع نہیں کرے گی۔

امام شافعی اس کی مزید وضاحت یوں کرتے ہیں:

ويخرج الغلام إلى الكتاب والصناعة إن كان من أهلها ويأوى عندامه[18]

ترجمہ: اور وہ (باپ) بچے کو کتابت اور کاریگری سکھانے کیلئے لے کر جائے گا، اگر وہ اس کا اہل ہو، اور وہ اپنی ماں کے پاس رہے گا۔

امام نووی ولی پر زیرحضانت بچے کی تعلیم وتادیب کو واجب قرار دیتے ہیں۔ان کے الفاظ یہ ہیں:

تاديبه وتعليمه واجب على وليه اباً كان أوجدًا أو وصياً أوقيماً[19]

ترجمہ: اس کی تادیب اور تعلیم اس کے ولی پر واجب ہے خواہ وہ باپ ہو یا دادا یا وصی یا منتظم۔

سو مختصراً یہ کہ بچے کے ماں کو اختیار کرنے کی صورت میں بھی باپ پر بچے کی تعلیم وتربیت لازم ہے۔

2۔ اگر بچہ اپنے باپ کو اختیار کرے تو باپ اسے اس کی ماں کی زیارت سے منع نہیں کر سکتا۔امام شافعی کے الفاظ یہ ہیں:

وإن أختار أباه لم يكن لأبيه منعه من أن ياتي أمه وتاتيه في الايام[20]

ترجمہ: اور اگر بچہ اپنے باپ کو اختیار کرے تو اس کے باپ کیلئے اس کو اپنی ماں کے پاس آنے سے منع کرنا جائز نہیں اور اس کی ماں اس کے پاس دِن کے اوقات میں آئے گی۔

امام شیرازی اس کی وجہ کو یوں بیان کرتے ہیں:

لأن المنع من ذلك إغراء با لعقوق وقطع الرحم فإن مرض كانت الأم أحق بتمريضه[21]

ترجمہ: کیونکہ اس سے منع کرنا نافرمانی اور رشتہ داری کو ختم کرنے پر ابھارنا ہے سو اگر وہ بیمار ہو جائے تو ماں اس کی عیادت کرنے کی زیادہ حقدار ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بچہ ماں سے ملاقات کر سکتا ہے اور ماں اس سے ملاقات کر سکتی ہے تاکہ ماں کی شفقت بھی میسر آسکے۔

3۔ اگر بچی ہو تو اس کی ماں کو اس کے پاس آنے سے منع نہیں کیا جائے گا۔اور اگر ماں بیمار ہو تو بچی عیادت کیلئے جائے گی۔امام شافعی فرماتے ہیں:

وإن كانت جارية لم تمنع أمها من أن تاتيها ولا أعلم على أبيها إخراجها مليها إلا مِن مرض فيؤ مر بإخراجها عائدة[22]

ترجمہ: اور اگر بچی ہو تو اس کی ماں کو اس کے پاس آنے سے منع نہ کیا جائے اور میں اس کے باپ پر بچی کو اس کی ماں کے پاس لے جانے کا علم نہیں رکھتا سوائے بیماری کے کہ ماں کی عیادت کیلئے اسے وہاں لے جانے کا حکم دیا جائے گا۔

4۔ امام ماوردی کے مطابق اگر بچی اپنی ماں کو اختیار کرے تو رات دِن بچی کی حقدار ہے کیونکہ بچی حیادار ہوتی ہے۔ سو اس کا باہر نکلنا منع ہے تاکہ اس کی حفاظت ہو سکے اور اس کے باپ کیلئے اس کی زیارت جائز ہے تاکہ آپس میں الفت و محبت قائم ہو۔ملاقات کے وقت زیادہ دیر نہیں ٹھہرے گا مگر زیارت کے وقت محرم مرد یا ثقہ خواتین ہوں تاکہ طلاق ہونے کے بعد خلوت کے شک کی نفی ہو سکے[23]۔بچی کیلئے دونوں صورتوں میں والدین کی ملاقات کی اجازت سے ان کی بہتر تربیت ممکن ہے۔

حنابلہ:

حنابلہ کے نزدیک زیر حضانت افراد کیلئے تعلیم و تربیت کے باب میں ولایت کے کردار کے ضوابط حسب ذیل ہیں:

1۔ بچی کو کاتنے اور پکانے کی گھر میں تعلیم کا اہتمام کیا جائے گا۔امام ابن قدامہ کے الفاظ یہ ہیں:

إذا كانت الجارية عند الأم أوعند الأب فإنها تكون عنده ليلاً ونهارًا لأن تاديبها وتخريجها في جوف البيت من تعليمها الغزل والطبخ وغيرها ولاحاجة بها الى الاخراج منه[24]

جب بچی ماں یا باپ کے پاس ہو تو وہ اس کے پاس دِن رات رہے گی کیونکہ اس کو ادب سکھانا اور ٹریننگ دینا گھر کے اندر ہوتا ہے جیسے کاتنا، پکانا وغیرہ اور اس کیلئے اسے گھر سے باہر لے جانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

اس سے معلوم ہوا کہ بچی گھر کے امور میں مہارت حاصل کرے گی۔اس ضمن میں وہ بطور خاص سلائی (Tailoring) اور پکائی(Cooking) کے متعلقہ علوم حاصل کرے تاکہ وہ عملی زندگی میں کامیاب ہو سکے۔

2۔ والدین میں سے کسی ایک کے پاس بچی ہو تو دوسرے کو زیارت سے منع نہیں کیا جائے گا۔امام ابن قدامہ کے الفاظ یہ ہیں:

ولا یمنع أحدھما من زیارتھا عند الاخر من غیر أن یخلو الزوج بامھا ولا یطیل[25]

ترجمہ: اور ان دونوں میں سے ایک دوسرے کو اس بچی کی زیارت سے منع نہیں کرے گی بغیر اس کے کہ خاوند اس کی ماں کے ساتھ خلوت (علیحدگی اور تنہائی) میں نہ رہے اور نہ وہ زیادہ دیر قیام کرے۔

اس کے بعد مزید فرماتے ہیں:

وإن مرضت فالام أحق بتمریضھا فی بیتھا[26]

ترجمہ: اور اگر وہ بیمار ہو جائے تو ماں اس کے گھر میں اس کی تیمار داری کی زیادہ حقدار ہے۔

ان عبارات سے حسب ذیل ضابطے ثابت ہوئے:

1۔ والدین میں سے ایک کو دوسرے کیلئے بچی کی زیارت کی اجازت۔

2۔ خاوند کا اپنی مطلقہ بیوی کے ساتھ تنہائی سے اجتناب۔

3۔ خاوند کیلئے اس کے ہاں طویل قیام کی ممانعت۔

4۔ بچی بیمار ہو تو ماں تیمار داری کی زیادہ حقدار۔

3۔ بچہ سات سال کے بعد اپنے اختیار کے ساتھ ماں کے پاس ہو تو ماں کے پاس رات کے وقت ہو گا اور دِن کے وقت باپ مدرسے یا انڈسٹری میں لے جائے گا۔امام ابن قدامہ کے الفاظ یہ ہیں:

كان عندها ليلاً ويأخذه الأب نهارًا ليسلمه في مكتب أوفي صناعة[27]

ترجمہ: وہ بچہ اس (ماں) کے پاس رات کو ہو گا اور باپ دِن کے وقت اسے لے گا تاکہ اسے مدرسے یا انڈسٹری میں چھوڑ سکے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بچہ ماں کے پاس ہو تو باپ اس کی عمومی تعلیم یا فنی تعلیم کا انتظام کرے گا۔

4۔ اگر بچہ سات سال کے بعد باپ کے پاس ہو تو دِن رات اس کے پاس رہے گا مگر اسے ماں کی زیارت سے نہیں روکے گا۔المغنی میں ہے:

ولا یمنع من زیارۃ أمه لأن منعه من ذلك إغراء بالعقوق وقطعۃ الرحم وإن مرض كانت الأم أحق بتمريضه فی بیتھا[28]

ترجمہ: اور وہ (باپ) اس کو اپنی ماں کی زیارت سے نہیں روکے گا کیونکہ اسکا منع کرنا نافرمانی اور رشتہ داری ختم کرنے پر ابھارنا ہے اور اگر بیمار ہو تو ماں اپنے گھر میں اس کی تیمار داری کی زیادہ حقدار ہے۔

5۔ والدین میں سے کسی ایک کے بیمار ہونے یا وفات پانے پر آنے سے بچی اور بچے کو منع نہیں کیا جائے گا۔المغنی میں ہے:

وإن مرض أحد الأبوين عند الاخر لم يمنع من عيادته وحضوره عند موته سواء كان ذكرًا أوانثى[29]

ترجمہ: اور اگر والدین میں سے کوئی بیمار ہو جائے اور بچہ دوسرے کے پاس ہو تو اس کو عیادت سے منع نہیں کیا جائے گا اور اس کی موت کے وقت حاضر ہونے سے بھی منع نہیں کیا جائے گا خواہ وہ مذکر ہو یا مؤنث۔

ان عبارات سے درج ذیل امور ثابت ہوئے:

1۔ عصری تقاضوں کے مطابق اولیاء کیلئے بچے اور بچی کی تعلیم اور فنی مہارت کا اہتمام۔

2۔ والدین کے ساتھ ملاقات وزیارت کا انتظام۔

مالکیہ:

مالکیہ کے نزدیک زیر حضانت بچوں کی تعلیم وتربیت کے حوالے سے ولی کا کردار حسب ذیل ہے:

1۔ بچہ ماں کی حضانت میں ہو تو باپ دِن کے وقت تادیب وتعلیم کا انتظام کرے گا۔ امام سحنون فرماتے ہیں:

قال مالك يؤدبه بالنهار ويبعثه إلى الكتاب وينقلب إلى أمه بالليل في حضانتها ويؤدبه عندامه[30]

ترجمہ: امام مالک نے فرمایا وہ دِن کے وقت اس کو ادب سکھائے اور اس کو کاتبوں کے پاس بھیجے اور وہ رات کو ماں کی حضانت میں چلا جائے اور وہ اس کو اس کی ماں کے پاس ادب سکھائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بچہ ماں کی حضانت میں ہو تو باپ دِن کے وقت ادب سکھائے اور لکھائی کا فن بھی سکھانے کا انتظام کرے گا اور زیر ولایت افراد کی تعلیم وتربیت اور پرورش کے اخراجات ان کے مال سے ادا ہوں گے۔ اگر ان کے پاس مال نہ ہو تو جن کے ذمے اس کا نفقہ ہے ان پر حضانت کے اخراجات لازم ہوتے ہیں، جیسے کہ سابقہ اوراق میں اس کا جائزہ فقہی آراء کی روشنی میں لیا گیا۔

بچوں کی تعلیم وتربیت کے حوالے سے اس تمام بحث کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

1۔ کتاب وسنت میں بچوں کی تعلیم وتربیت کو والدین پر لازم قرار دیا گیا ہے۔

2۔ مذاہب اربعہ کے مطابق بچوں کی تربیت، مردوں کے آداب کی تعلیم، کتابت کی ٹریننگ نیز تجارت(Commerce) اور صنعت(Industry) جیسی فنی تعلیم(Technical education) زیر ولایت افراد کو دلوانا اولیاء کے فرائض میں سے ہے۔

3۔ بچیوں کی تربیت، خواتین کے آداب نیز ان کو گھریلو امور جیسے کاتنے اور پکانے کی مہارت سکھانا بھی اولیاء پر لازم ہے۔

4۔ والدین میں سے کسی ایک پاس بچہ یا بچی ہو تو دوسرے کو اس سے ملاقات کی اجازت ہو گی تاکہ ممکنہ حد تک بچے کی بہتر تربیت ممکن ہو سکے۔

مروجہ قوانین:

زیر حضانت بچوں کی تعلیم وتربیت کا گارڈینز اینڈ وارڈز ایکٹ میں یوں ذکر ہے:

And must look to his support, health and education.[31]

ترجمہ: اور ولی(اپنے زیر حضانت بچے کی) مدد، صحت اور تعلیم کا ضرور خیال رکھے۔

عدالتی فیصلہ جات:

عدالتی فیصلہ جات میں بھی حضانت کے حق کا فیصلہ بچوں کی بہبود کے حوالے سے ہوتا ہے اور ان کی بہبود میں بنیادی اہمیت ان کی تعلیم و تربیت کو حاصل ہوتی ہے۔اس حوالے سے بعض فیصلہ جات حسب ذیل ہیں:

1۔ مسز روبیہ گیلانی بنام ظہور اختر راجہ کیس سپریم کورٹ آف پاکستان میں جسٹس اجمل میاں، جسٹس منور احمد مرزا اور جسٹس چوہدری محمد عارف کی عدالت میں پیش ہوا۔ان کے تینوں بچے(عمر، حارث، خالد) نو سال سے زائد عمر کے تھے اور باپ کی حضانت میں تھے مگر لارنس کالج مری میں بچوں کی تعلیم کے سبب اپنی والدہ سے دور تھے۔اس لیے ماں سے ملاقات ممکن نہ تھی لہذا ماں کیلئے حضانت کا مطالبہ کیا گیا مگر فاضل عدالت نے اچھی تعلیمی سہولیات کے سبب باپ کے حق میں حضانت کا فیصلہ کیا۔اس کا ذکر فیصلے میں یوں کیا گیا ہے:

Thus, considering the broad details of the present case and background of circumstances we have no doubt that respondent by educating the children at Lawrence College Murree is providing them proper educational facilities, therefore, it would not be fair to disturb the right of respondent regarding their custody.[32]

ترجمہ: یوں موجودہ کیس اور حالات کے پس منظر کی مکمل تفصیلات پر غور کرتے ہوئے ہمیں کوئی شک نہیں ہے کہ مدعا علیہ کے ذریعے بچوں کو لارنس کالج مری میں تعلیم دلوانا مناسب تعلیمی سہولیات مہیا کرنا ہے۔اس لیے مدعا علیہ کے حق میں حضانت کے اعتبار سے خلل ڈالنا مناسب نہیں ہے۔

اس فیصلے میں بنیاد ان بچوں کی بہتر تعلیم کو قرار دیا گیا ہے۔اس فیصلے میں مزید بچے کے کردار کی تکمیل کا ذکر یوں کیا:

However, we simultaneously feel that character of the child is not fully developed in the absence of maternal affection.[33]

ترجمہ: تاہم بیک وقت محسوس کرتے ہیں کہ ماں کی محبت و شفقت کے بغیر بچے کے کردار کو مکمل طور پر پروان نہیں چڑھایا جاسکتا۔

اس لیے عدالت نے ان بچوں سے ماں کی ملاقات کا حسب ذیل شیڈول وضع کیا۔

1۔ بچے موسم گرما اور سرما کی تعطیلات کے دوران لاہور میں اپنی والدہ کے ساتھ رہیں گے۔

2۔ ماں کالج کے پرنسپل سے اجازت لے کر مہینے میں ایک بار کالج میں بچوں سے ملاقات کر سکے گی۔

2۔ مسز اسلم خاتون بنام محمد منیر کیس لاہور ہائی کورٹ میں جسٹس سید نجم الحسن کاظمی کی عدالت میں پیش ہوا۔اس میں نو سالہ بچےاور آٹھ سالہ بچی کی حضانت کا معاملہ تھا۔دونوں بچے لاثانی کیڈٹ پبلک سکول میں پڑھ رہے تھے۔مناسب تعلیم اوراچھی صحت کے سبب ماں کو حضانت کا حق دیا گیا۔اور باپ کیلئے ہر مہینے کے پہلے اور آخری سوموار عدالتی حدوداور عدالتی اوقات کے دوران بچوں سے ملاقات کی اجازت ہو گی[34]۔

3۔ مسز نسیم کوثر بنام سلیم وغیرہ کیس لاہور ہائی کورٹ میں جسٹس عبدالشکور پراچہ کی عدالت میں پیش ہوا۔یہ محمد عاقب سلیم کی حضانت کا کیس تھا،اس فیصلے میں ماں کو حضانت کا حقدار قرار دیا گیا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ باپ کی نسبت ماں زیادہ بچے کی بہبود کی دیکھ بھال کر سکتی ہے کیونکہ باپ سپیئر پارٹس کی دوکان پر زیادہ وقت صرف کرنے کے سبب اسے زیادہ وقت نہیں دے سکے گا۔یوں بچے کو تمام وقت سوتیلی ماں کے پاس گزارنا پڑے گا۔عدالت نے یہ فیصلہ بھی کیا کہ گارڈین جج باپ کی اپنے بچے کے ساتھ ملاقات کا پندرہ روزہ شیڈول بنائے گااوراسکے علاوہ عید کی تعطیلات،موسم گرمااور موسم سرما کی تعطیلات کے دوران بھی ملاقات کاانتظام کرے گا[35]۔

ان عدالتی فیصلہ جات سے درج ذیل امور ثابت ہوئے:

1۔ حقِ حضانت کیلئے بہتر تعلیم وتربیت کو بڑی اہمیت حاصل ہےاور عام طور پراسی بناپر حضانت کا فیصلہ ہوتا ہے کیونکہ یہ حضانت کے بنیادی مقاصد میں سے ہے۔

2۔ والدین میں سے کسی ایک کے پاس حضانت ہو تو دوسرے کو اس بچے سے ملاقات کا باقاعدہ اہتمام کیا جاتا ہے تاکہ بچے کو ماں باپ کی محبت وشفقت کے ساتھ ساتھ تحفظ کا احساس بھی حاصل ہو اور یوں ان کے کردار کی ممکنہ حد تک تکمیل ہو سکے۔

اس بحث سے معلوم ہوا کہ کتاب وسنت،مذاہب اربعہ اور مروجہ قوانین کے مطابق زیر ولایت افراد کی بہتر تعلیم وتربیت اولیاء پر لازم ہے۔عدالتی فیصلہ جات میں بھی بچوں کی بہتر تعلیم وتربیت کو حضانت کے استحقاق کیلئے اہم حیثیت حاصل ہوتی ہے نیز عدالتی فیصلہ جات میں والدین میں سے کسی ایک کے پاس حضانت کی صورت میں دوسرے کے لیے ملاقات کے باقاعدہ شیڈول کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

نتائجِ بحث:

1۔ کتاب وسنت کے مطابق بچوں کی تعلیم وتربیت والدین پر لازم ہے۔مذاہب اربعہ اور عصری تقاضوں کے مطابق بچوں کی تربیت،مردوں کے آداب،کتابت کی ٹریننگ نیز تجارت(Commerce)،صنعت(Industry)جیسی فنی تعلیم (Technical Education) اولیاء پر لازم ہے۔

2۔ عصری تقاضوں کے مطابق بچیوں کی تربیت،خواتین کے آداب،گھریلو صنعت ودیگر امور جیسے بنائی(Knitting)،سلائی (Tailoring)اور پکانے کی مہارت سکھانا بھی اولیاء پر لازم ہے۔

3۔ والدین میں سے کسی ایک کے پاس بچہ یا بچی ہو تو دوسرے کو اس سے ملاقات کی اجازت ہو گی تاکہ ممکنہ حد تک بچے کی بہتر تربیت ممکن ہو سکے۔

4۔ مروجہ قوانین میں بھی زیر حضانت افراد کی تعلیم اولیاء کے فرائض میں سے ہے نیز عدالتی فیصلوں میں بھی بچوں کی تعلیم وتربیت کو بنیادی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں والدین میں سے کسی ایک کے پاس حضانت ہو تو دوسرے کو بچوں سے ملاقات کے باقاعدہ شیڈول کا اہتمام کیا جاتا ہے تاکہ ان کی تربیت کی تکمیل ہو سکے۔

حوالہ جات

---

[1] التحریم 66: 6

[2] جصاص، ابو بکر احمد بن علی رازی، احکام القرآن، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ج3، ص697؛ ابن العربی، ابو بکر محمد بن عبد اللہ، احکام القرآن، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ج4، ص275

[3] جصاص، احکام القرآن، ج3، ص697

[4] مسلم بن حجاج قشیری، الجامع الصحیح، کتاب الامارۃ، باب فضیلۃ الامیر العادل وعقوبۃ الجائر والحث علی المرفق بالرعیۃ، قدیمی کتب خانہ کراچی، طبع دوم، 1375ھ، رقم الحدیث 1829، ج2، ص122

[5] جصاص، احکام القرآن، ج3، ص697

[6] ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، کتاب الصلوٰۃ، باب متی یؤمر الغلام بالصلوۃ، مکتبہ امدادیہ، ملتان، رقم الحدیث 494، ج1، ص77

[7] ایضاً، رقم الحدیث 495، ج1، ص77

[8] جصاص، احکام القرآن، ج1، ص552

[9] ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، الجامع، ابواب البر والصلۃ، باب ما جاء فی ادب الولد، اسلامی کتب خانہ، دیوبند، بھارت، 1985ء، رقم الحدیث 1951، ج2، ص16

[10] ایضاً، رقم الحدیث 1952، ج2، ص16

[11] کاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ج3، ص456

[12] ایضاً، ج3، ص459

[13] مرغینانی، علی بن ابی بکر، الھدایۃ، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 440/2؛ کاسانی، بدائع الصنائع، ج3، ص459

[14] کاسانی، بدائع الصنائع، ج3، ص459

[15] جصاص، احکام القرآن، ج2، ص452

[16] کاسانی، بدائع الصنائع، ج4، ص21

[17] شافعی، محمد بن ادریس، الام، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، 1422ھ/2001ء، ج6، ص301

[18]ایضاً،ج6،ص304

[19]نووی،ابوزکریایحییٰ بن شرف،روضۃ الطالبین،دارالکتب العلمیہ،بیروت،لبنان،1421ھ/2000ء،ج6،ص511

[20]شافعی،کتاب الام،ج6،ص304

[21]شیرازی،ابواسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف،المھذب، تحقیق:دکتور محمد الزحیلی،الدارالشامیۃ،بیروت،لبنان،الطبعۃ الاولی،1417ھ،ج4،ص650

[22]شافعی،کتاب الام،ج6،ص304

[23]ماوردی،ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب بصری،کتاب النفقات،دارابن حزم،ص270

[24]ابن قدامہ،عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ،المغنی،دارالکتب العلمیۃ،بیروت،لبنان،1414ھ/1994ء،ج7،ص413

[25]ایضاً

[26]ایضاً

[27]ایضاً

[28]ایضاً

[29]ایضاً

[30]سحنون،عبدالسلام بن حبیب تنوخی،المدونۃ الکبریٰ،دارالفکر،بیروت،لبنان،1419ھ/1998ء،

[31]Saghir Ahmad, Guradians and wards Act, 1890, Mansoor Book House, Lahore / 9532

[32]Abdul Halim, Sheikh, The Supreme Court Monthly Review(S.C.M.R.), Church Road, Lahore. Edi.1999.p:1836

[33]S.C.M.R., 18361999،

[34]Malik Muhammad Saeed, The Monthly Law Digest (M.L.D.), 35-Nabha Road, Lahore, Edi.2000,p:1216

[35]M.A Zafar, Shariat Law Reports(S.L.R.), Justice Jameel Hussain Rizvi Road, Lahore, Edi.2004,p:40